مرثیہ (۵) پانی اور پیاس

اے خدا اشکوں میں دریا کی روانی آجائے

(۱)

اے خدا اشکوں میں دریا کی روانی آجائے
میری ہر بیت کی ندرت میں جوانی آجائے
ایں فصاحت بہ قلم نطق بیانی آجائے
میر انیسؔ ایسی مجھے مرثیہ خوانی آجائے
گوہر آب بنیں سبزے پہ شبنم کی طرح
غم شبیرؑ رہے فاطمہؑ کے غم کی طرح

(۲)

پیاسے آئے ہیں بچانے کو شریعت تیری
نگہہِ یاس میں ہے سب کو ضرورت تیری
اے خدا چار طرف چھائی ہے رحمت تیری
کاش اس فکر پہ ہوجائے عنایت تیری
میرے اللہ گناہوں سے بچائے رکھنا
نیک راہوں پہ کرم اپنا بڑھائے رکھنا

www.emarsiya.com

(۳)

خشکیٔ قلب ہے اشعار میں کوثر کی طرح
حُسن الفاظ سے چھلکا تا ہوں ساغر کی طرح
میں نظر آتا ہوں ہر بند میں جوہر کی طرح
مدح کرتا ہوں شہ دیںؑ کی تونگر کی طرح
بچپنے سے جو مرے کام میں مدّاحی ہے
اس لئے میری طبیعت میں رچی شاہی ہے

(۴)

انکساری سے طبیعت جو فقیرانہ ہے
میں ہوں مدّاحِ علیؑ شکل امیرانہ ہے
وہ بلاغت ہے کہ ہر حسن دبیرانہ ہے
میری ہر فکر کا انداز خبیرانہ ہے
میں فصاحت کیلئے پڑھتا ہوں دیوانِ انیسؔ
بیت پانی سی بہے نکہتِ گل ہو کے نفیس

(۵)

پیاس اور پانی کا احساس ہے تاحدِ نگاہ
پیاس بڑھتی ہے تو دنیا نظر آتی ہے سیاہ
پیاس پر شک جو کرے کوئی تو یہ بھی ہے گناہ
کربلا والوں کی کیا پاس تھی اللہ کی پناہ
پانی ہوتے ہوئے پانی کی وہ نایابی تھی
نہر تھی سامنے اور آل نبیؐ پیاسی تھی

www.emarsiya.com

(۶)

سر پہ وہ کالی گھٹا ظلم کی ایسی چھائی
یاد افسوس نبیؐ کی نہ کسی کو آئی
معرفت نے حق و باطل کے نہ لی انگڑائی
صرف اک حرؑ تھا جو پیاسوں کا ہوا شیدائی

ساری مخلوق پہ تو نہر رواں جاری ہے
آلِ عمرانؑ کو بس پانی کی دشواری ہے

(۷)

زندگی کیلئے لمحوں کی بقا ہے پانی
تازگی تیرے لئے خوں کی غذا ہے پانی
ہو جہاں دھوپ کی شدت تو ہوا ہے پانی
چار سو تشنہ دہانی کی صدا ہے پانی

رشتہ سردارِ جوانانِ جنانؑ تک پہنچا
کربلا سے چلا پانی تو کہاں تک پہنچا

(۸)

غنچہ غنچہ میں ہے اس تشنہ دہانی کا نکھار
ہر طرف گلشنِ فردوس کی بن میں ہے بہار
جاں فدا کرنے کو تیار ہیں لہریں سو بار
اُنکو گھیرے ہے یہاں فوجِ لعیں نانہجار

پانی بہتا ہوا پیاسوں کی طرف تکتا ہے
شدّتِ ظلم سے دریا کو بھی اک سکتا ہے

www.emarsiya.com

(٩)

روشِ آب سے قائم ہے حیاتی دستور
قولِ معصوم کتابوں میں یہی ہے مذکور
کس قدر دیکھئے ہے پانی کی رفتار میں نور
اِسی پانی سے ہے آدابِ طہارت کا ظہور
آج پھر سے ترے اوصاف کھلے ہیں پانی
لوگ مرّیخ پہ اب ڈھونڈھ رہے ہیں پانی

(١٠)

یہی پانی نظر آتا ہے چمکتا تارا
یہی پانی ہوا جاتا ہے کہیں فوّارا
یہی پانی تو پھرا کرتا ہے مارا مارا
یہی پانی تپشِ غم سے بنا انگارا
اِسی پانی کے کرشمے کی فضیلت ہے عیاں
آبِ زمزم ترے چشمے کی کرامت ہے عیاں

(١٢)

اسی پانی کی حرارت سے ہے صہبا کا بخار
اسی پانی سے سبھی جھوم رہے ہیں اشجار
اسی پانی سے دمکتے ہیں گلابی رخسار
اسی پانی سے ہیں کُل ہوش و خرد کے آثار
اِسی پانی سے زمانے کے مسیحائی ہے
اِسی پانی سے گھٹا جھوم کے گھِر آئی ہے

www.emarsiya.com

(۱۳)

یہی پانی تو بناتا ہے صدف میں موتی
اِستخارہ اسی موتی سے کرے مضبوطی
کام تخلیق کا گردش میں ہے ہر تسبیحی
آبِ نیساں ہے وہ اے صلِّ علیٰ لاہُوتی

یہی پانی جو برس جائے تو سبزہ ہو جائے
پانی مردے پہ جو پڑ جائے تو زندہ ہو جائے

(۱۴)

یہی پانی ہے مری خشکیِ ایماں کا امیں
یہی دمساز ہے ہر طرح سے دنیا ہو کہ دیں
ہے اسی پانی کے احساس کی شدت پہ یقیں
ہو نہ پانی جو سفر میں تو مزا کچھ بھی نہیں

نزع کے وقت اگر پیاسے کو پانی مل جائے
یوں سمجھ لو کہ زلیخا کو جوانی مِل جائے

(۱۵)

وادیٔ ریگ میں ہے قسمت انساں پانی
نیم مردہ تنِ ایماں کے لئے جاں پانی
گُلِ ہر رنگ ہے صد رشکِ گلستاں پانی
تیز رو ہو کے ہوا جاتا ہے طوفاں پانی

شرم سے پانی جو آنکھوں میں ٹھہر جاتا ہے
پاک ہو ظرف تو ایمان سنور جاتا ہے

www.emarsiya.com

(۱۶)

اودی اودی وہ گھٹاؤں سے ہے ساون کی بہار
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہواؤں میں ہے چاندی سی پھوار
وہ لہکتے ہوئے سرسبز سے پودوں کی قطار
شکر معبود میں کوئل تری کُو کُو کی پکار
یہ پتہ دیتے ہیں یوں حمدِ خدا کرتے ہیں
پیاسے شبیرؑ کو سب یاد کیا کرتے ہیں

(۱۷)

یہی عنقا ہے کہیں بیچ سمندر پانی
صورتِ اشک ہوا جاتا ہے گوہر پانی
یاد پیاسوں کی دلاتا ہے یہ اکثر پانی
ہو عطا کاش وہی ساقیِ کوثر پانی
نذر پانی کی دلانے کے لئے آیا ہوں
قصہ پیاسوں کا سنانے کے لئے آیا ہوں

(۱۸)

جام کھنکے ہیں اسی پانی سے میخانے میں
ہے نموزیست کی گندم کے ہر اک دانے میں
اسی پانی نے مزے بھر دیئے ہر کھانے میں
ہو نہ پانی تو کسر کیا رہی مرجانے میں
زندگی کے لئے پانی کی طلبگاری ہے
ساری خالقت کے لئے آبِ رواں جاری ہے

www.emarsiya.com

(۱۹)

فلسفہ پیاس کا کاغذ پہ رقم کرتا ہوں
جنکی آنکھوں میں نہ ہو غم انہیں نم کرتا ہوں
سرِ قرطاس رواں اپنا قلم کرتا ہوں
کربلا والوں کی روداد بہم کرتا ہوں
مرثیہ لکھتا ہوں میں اشک بہانے کیلئے
آیا ہوں قصۂ مظلوم سنانے کیلئے

(۲۰)

اب خجالت سے تہہ آب ہے پانی کا ضمیر
منہ چھپانے نہیں دیتی اُسے اپنی تقدیر
کیا کہے ہے جو تہہ آب یہ مخفی تحریر
العطش پھر سے بنا دیتی ہے ماتھے پہ لکیر
غرقِ دریا نظر آتا ہے پریشانی سے
پانی پانی ہوا جاتا ہے پشیمانی سے

(۲۱)

تیرا ہر قطرہ ہے اعمال کے دفتر کی طرح
آئینہ بن کے چمک اٹھتا ہے جوہر کی طرح
دشمن دیں کو نظر آتا ہے خنجر کی طرح
اشک بن بن کے چبھا جاتا ہے نشتر کی طرح
غم سرورؑ میں جو آنکھوں سے ٹپک جاتا ہے
اِسی پانی سے مقدر بھی چمک جاتا ہے

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

(۲۲)

کربلا نام ہے جس کا تھا لق و دق صحرا
قافلہ شاہؑ کا دریا کے کنارے ٹھہرا
کہیں اُتھلا تھا کہیں نہر میں پانی گہرا
پیاس سے تاکہ تڑپتا رہے ابنِ زہراؑ
دور پانی سے رہو ضد تھی ستمگاروں کی
انتہا ظلم کی دیکھو یہ جفا کاروں کی

(۲۳)

منتظم حضرت عباسؑ تھے خیموں کے قریں
اتنے میں لشکر شامی نے کہا آ کے وہیں
خیمے اُس جا کرو برپا ہو جہاں خشک زمیں
سُنکے یہ حضرت عباسؑ ہوئے چیں بہ جبیں
خیمے سرورؑ کے ہٹانا کوئی آسان نہیں
شامیوں کیا تمہیں عباسؑ کی پہچان نہیں

(۲۴)

تیوریوں پر جو پڑے بل تو ستمگر ٹھہرے
سیکڑوں سامنے صفین کے منظر ٹھہرے
نکلے الفاظ ستمگاروں کو دوبھر ٹھہرے
خط جو عباسؑ نے کھینچا سبھی ڈر کر ٹھہرے
شیر کو حیدرِ کرارؑ کے غیظ آیا ہے
دبدبہ وہ ہے ہر اک رعب سے تھرایا ہے

(۲۵)

پیاس اور جاہ و حشم رعب ہے حیدرؑ جیسا
خلق و اخلاص و مروّت میں پیمبرؐ جیسا
پرچمِ حق کو لئے فاتحِ خیبر جیسا
کام کرتا ہے وہی کہتے ہیں سرورؑ جیسا
کیا مددگار ہے عباسِؑ جری مشکل میں
یہ علیؑ جیسا نظر آتا ہے ہر منزل میں

(۲۷)

نہر پر مالکِ صد کون و مکاں ہے عباسؑ
خوگرِ پیچ و خمِ آبِ رواں ہے عباسؑ
گھر ترا حشر میں اک دار اماں ہے عباسؑ
تیری درگاہ رہِ ملکِ جناں ہے عباسؑ
تو مرادوں کا شہنشاہ ہے حیدرؑ کی طرح
تیرا میخانہ بھی ہے ساقیِ کوثر کی طرح

(۲۸)

بھیڑ میں ڈر ہے کہ مجھ کو نہ بھلا دے ساقی
اک مدُھر سی کوئی آواز سنا دے ساقی
نکہتِ زلف کے جھونکو کی ہوا دے ساقی
اپنے میخانے سے تھوڑی سی پلا دے ساقی
میرے ساقی جو گھٹا اشکوں کی گھر آئی ہے
میں نے پھر سے تر [illegible]

www.emarsiya.com

(۲۹)

حلقہٗ شاہؑ میں کس درجہ پریشانی ہے
چار دن ہوگئے ہر خیمہ میں حیرانی ہے
تشنہ لب بچے ہیں دانہ نہ کہیں پانی ہے
کس مصیبت میں گھرا فاطمہؑ کا جانی ہے
گھیر رکھا ہے ستمگاروں نے دینداروں کو
ایک قطرہ نہ دیا پیاسے طلبگاروں کو

(۳۰)

علمِ شہؑ کے پھریرے کی ہوا ہے ہر سُو
جنگ کا قصہٗ صفین چھڑا ہے ہر سُو
ایسی دہشت ہے کہ بس شور مچا ہے ہر سُو
اسم عباس علیؑ گونج رہا ہے ہر سُو
کیا جوانی ہے کہ انگڑائی پہ انگڑائی ہے
شیر نے نہر پہ جانے کی قسم کھائی ہے

(۳۱)

تھی سکینہؑ کی یہ آواز کہ پانی لا دو
اے چچا جان ترائی ہے کدھر دِکھلا دو
بڑھ کے دریا کے نگہبانوں کو یہ سمجھا دو
تم ہو اک فاتحِ خیبر کے پسر بتلادو
نام دادا کا جو سن لے گا وہ ہٹ جائے گا
ایک سُو لشکر فرّار سمٹ جائے گا

www.emarsiya.com

(۳۲)

بات آقا سے کرو پیاس بجھانے کیلئے
مانگو اتنی ہی رضا نہر پہ جانے کیلئے
بھائی اکبرؑ ہیں قریں اِذن دلانے کیلئے
سوکھا مشکیزہ میں دیتی ہوں دکھانے کیلئے
انہیں باتوں میں اگر وقت گذر جائے گا
کوئی اب کوئی یہاں پیاس سے مرجائے گا

(۳۳)

بولے عباسِ علیؑ آکے یہ آقا کے حضور
حکم دیں نہر شجاعت سے نہیں ہے کچھ بھی دور
مصلحت کیا ہے خدا کیلئے بتلائیں ضرور
ظالموں نے مجھے طعنوں سے کیا ہے رنجور
کیا مرے شاہؑ کو معذور سمجھ رکھا ہے
میرے ہوتے ہوئے مجبور سمجھ رکھا ہے

(۳۴)

پسرِ سعد یہ کہہ کہہ کے بہت بولایا
درِ سرورؑ پہ علَم دیکھنا کسکا آیا
مشک پنجے میں بندھی دیکھ کے وہ گھبرایا
یک بیک شمرِ لعیں دور سے یوں چلایا
دور تک اپنی نگاہوں کو جمائے رکھنا
شیر آتا ہے ترائی کو چھپائے رکھنا

www.emarsiya.com

(۳۵)

ہاتھ میں حضرتِ عباسؑ کے تلوار نہ تھی
نوک نیزے کی نظر آتی تھی اک بجلی سی
لڑ رہی تھی نگہہ ظلم سے نظروں کی اَنی
کائی کی طرح صفیں پھٹتی تھیں ہر لشکر کی
روشنی چیرتی فوجوں میں بڑھی جاتی تھی
گنگنانے کی پھریرے سے صدا آتی تھی

(۳۶)

ہے سوئے نہر ترے گیسوئے عنبر کی ہوا
سوندھی سوندھی سی ہے قدموں میں ترائی کی فضا
چار سو نعرۂ تکبیر سے گونجی ہے صدا
مرحبا شیرِ بن شیرِ خدا صلِّ علیٰ
پسر سعد بھی چلاتا ہے پانی کو بچاؤ
شیر دریا کی طرف آتا ہے بس ہوش میں آؤ

(۳۷)

لشکرِ شام مری پیاس میں تو زہر نہ گھول
کیوں جھپٹتے ہیں ستمگار ادھر غول کے غول
شمر تو دیکھ ذرا تیرے ہی لشکر میں ہے جھول
ابنِ حیدرؑ کے لبوں پر تھے رجز کے یہی بول
جان لے فاتحِ خیبر کا پسر ہوں عباسؑ
جلوۂ طور کا میں نورِ نظر ہوں عباسؑ

www.emarsiya.com

(۳۸)

رَمیں عباسؑ سے گھمسان کی ہوتی ہے لڑائی
سامنے جو بھی پڑا دیتا ہے حیدرؑ کی دہائی
اک شقی کہنے لگا شمر سے کیوں منہ کی نہ کھائی؟
کیا کروں مجھ کو یہاں میری قضا گھیر کے لائی
میں نہ کہتا تھا کہ دریا کی ترائی لے گا
گھاٹ کو چھین کے یہ شیر جمائی لے گا

(۳۹)

وار دھوکے سے کیا جس نے وہی پچھتایا
پہلواں ایک کنارے سے جو چھپ کر آیا
شیر نے پکڑا گریبان اُسے دوڑایا
جاکے وہ شمرِ ستمگر سے لعیں ٹکرایا
شمر جھلا کے بہت غصہ سے یہ کہنے لگا
بھل کا بھل ہو کے بھی تو گر کے یہاں مرنے لگا

(۴۰)

اتنا شہ زور تھا عباسؑ جری کا گھوڑا
قد و قامت میں نظر آتا تھا سب سے اونچا
اُس سے ڈرتا تھا ہر اک لشکر شامی کا پرا
ایسا رہوار کسی نے کہیں دیکھا نہ سُنا
ایک پتھر جو اٹھا کر اُسے جڑ دیتا تھا
یہ گرا کر اُسے تھوتھن سے رگڑ دیتا تھا

www.emarsiya.com

(۴۱)

تھی وہ جھنکار کہ اک شور تھا تلواروں میں
ایک سے ایک جھپٹا تھا رسالوں کا پرا
جو تھا وہ اپنے تئیں خون میں لت پت تھا پڑا
پسر سعد اُدھر چیخ رہا تھا اک جا
اپنے سرداروں کو میں منہ نہ دکھا پاؤں گا
ملکِ رے ہاتھ نہ آیا تو کدھر جاؤں گا

(۴۲)

چوکڑی بھرتا تھا عباسؑ جری کا رہوار
چال ایسی تھی کہ قربان ہوا کی رفتار
ایسا سرپٹ تھا کہ طوفان بنے گرد و غبار
تھی وہ بھگدڑ کہ قیامت کے تھے زمیں آثار
چاہتا تھا جو نکلنا اُسے گھر دیتا تھا
حملہ آور کی وہ مالک کو خبر دیتا تھا

(۴۳)

ایک جلاد پسِ پشت سے نکلا خونخار
تھا وہ صفین کا بھاگا ہوا ظالم غدار
سرکشی دیکھو تو لایا تھا وہ لمبی تلوار
شیر نے دیکھا یہ موذی ہے بلا کا مکّار
مُڑ کے عباسؑ نے نیزے میں چبھویا اُسکو
جا گرا فوجوں میں اِس زور سے پھینکا اُسکو

www.emarsiya.com

(۴۴)

اسدِ حق کا ہے عکاس علیؑ کا ضیغم
ہر جگہ صبر سے رکھا ہے شجاعت کا بھرم
رعب نے دشمنِ ایمان کے کئے ہوش قلم
دبدبہ وہ کہ غضب دیکھ کے بھاگے اظلم
شیر کے غیظ نے ظالم کا بھرم چھانٹ دیا
ایک حملہ جو کیا لاشوں سے رن پاٹ دیا

(۴۵)

رن میں چلائے سبھی شور تھا بھاگو بھاگو
ایک بھگدر سی مچی شور تھا بھاگو بھاگو
شیر آتا ہے وہی شور تھا بھاگو بھاگو
ابنِ حیدرؑ ہے یہی شور تھا بھاگو بھاگو
شور کچھ ایسا ہوا شمر کا لشکر بھاگا
پسرِ سعد مڑا خیمہ کے اندر بھاگا

(۴۶)

غُل ہوا ایک طرف سے کہ بڑھو گرد اُڑاؤ
پتھروں کی کرو بوچھار نہ اب سامنے جاؤ
کیوں مرے جاتے ہو اِس شیر سے اب جان بچاؤ
وار چھپ چھپ کے کرو مشک پہ لو تیر لگاؤ
ورنہ دم بھر میں سب اک ساتھ سمٹ جاؤ گے
اسی میدان میں تم لاشوں سے پٹ جاؤ گے

www.emarsiya.com

(۴۷)

حرملہ چھپ کے بڑھا کھینچے ہوئے اپنی کماں
ناوک اندازوں نے چلّوں سے کئے تیر رواں
خشت باری سے بچے کیسے بھلا کوئی کہاں
برچھیاں پھینکتے تھے اہلِ ستم ہو کے نہاں
بزدلوں نے بھی ستم ڈھانے کی اک حد کر دی
پھر بھی عباسؑ کے نیزے نے بلا رد کر دی

(۴۸)

آ کے زینبؑ کے قریں کہتی تھی اُمّ کلثومؑ
اے بہن نہر پہ اس شور سے دل ہے مغموم
ہوک اٹھتی ہے کلیجہ میں یہ کیسا ہے ہجوم
بھائی تنہا ہے مرا اور اُدھر کثرتِ شوم
نہر پہ پھر بھی مخالف ہیں ہوا کے جھونکے
کہیں ایسا نہ ہو کوئی اُسے رو کے ٹوکے

(۴۹)

اتنے میں پیاسی سکینہؑ کی یہ آئی آواز
اے مقدّر کوئی پانی کا دکھا دے اعجاز
دم گھٹا جاتا ہے، ہے تشنہ دہانی دمساز
ظلم ڈھانے سے ستمگار بھی آتے نہیں باز
نہر پر تشنہ دہانی نے مری بھیج دیا
سنگ اندازوں نے عمو کو مرے گھیر لیا

www.emarsiya.com

(۵۰)

شور اتنے میں ہوا دیکھو وہ آتا ہے علَم
مشک پنجے میں بندھی ہے یہ ہے خالق کا کرم
اتنے دن خوب اٹھائے ستم و رنج والم
اب چچا جان سے پانی بہ خدا پائیں گے ہم
کوزے بھر بھر کے پلائیں گے علی اصغرؑ کو
ہائے پانی کے لئے تکتا ہے اب بھی در کو

(۵۱)

ظلم کا ہوگیا جب سر سے بھی اونچا پانی
ایک پانی سے ہوا سب کا کلیجہ پانی
روحِ معصومہؑ پکارے لب دریا پانی
دے صدا نہر پہ یوں فاطمہؑ زہرا پانی
بند پانی ہو بنِ ساقی کوثرؑ کیلئے
ایک قطرہ بھی میسر نہ ہو اصغرؑ کیلئے

(۵۲)

کوئی جس طرح چبھوتا ہو کسی کو خنجر
ایسی اک چیخ اُبھرتی تھی پسِ خیمۂ در
سسکیاں بھرتی تھی آواز کوئی رہ رہ کر
جیسے روتی ہو کوئی لاشِ پسر پر مادر
جیسے اس کا کوئی سرمایہ لٹا جاتا ہو
جیسے اک قبر سے واپس کوئی گھر آتا ہو

www.emarsiya.com

(۵۳)

بانیِ ظلم وستم کی تھی یہ بے ایمانی
مشک کو چھید دیا بہہ گیا سارا پانی
جس سے سقائے سکینہؑ کو ہوئی حیرانی
مڑ گیا نہر کی جانب وہ علیؑ کا جانی
پیاسے بچوں کی صدا جب بھی اُبھرتی ہوگی
پوچھو عباسؑ کے کیا دل پہ گذرتی ہوگی

(۵۴)

اتنے میں آنے لگی ماں کے بلکنے کی صدا
اک طرف خیمۂ سرورؑ میں تھا کہرام بپا
پیاسی مرجاؤں گی اب رو کے سکینہؑ نے کہا
دی یہ اکبرؑ نے صدا ہائے علم ٹھنڈا ہوا
بولے شبیرؑ اٹھو اے علی اکبرؑ دوڑو
ہاتھ سے بھائی گیا وائے مقدّر دوڑو

(۵۵)

راستہ مجھ کو دکھاتے چلو اکبرؑ مرے لال
بین کرتے چلے شبیرؑ سوئے دشتِ قتال
فوج کر دے نہ مرے بھائی کا لاشہ پامال
تیغ ہوتی جو کہیں ہاتھ میں ہوتا نہ یہ حال
منقطع کر دیا پیاسوں کا سہارا ہے ہے
کس نے دھوکے سے مرے بھائی کو مارا ہے ہے

www.emarsiya.com

(۵۷)

ہاتھ کٹتے ہی علمدارؑ کے جب گرز لگا
مرتے ہی خیمہ میں عباسؑ کے کہرام مچا
دل ہلاتی تھی قیامت سے سکینہ کی بکا
بین کرتی ہوئی زینبؑ کی اُبھرتی تھی صدا
شیر سا بھائی مرا مر گیا بابا آجاؤ
مشک پر جان فدا کر گیا بابا آجاؤ

(۵۸)

لاشِ عباسؑ پہ تھی فاطمہ زہراؑ کی صدا
مار ڈالا مرے عباسؑ کو پانی نہ دیا
ہائے شبیرؑ ہے اب دشتِ بلا میں تنہا
میرے بیٹے کا کوئی مونس و یاور نہ رہا
اس طرح روتی رہی ہے مری دکھیاری ماں
بولے شبیرؑ یہی ہے مری دکھیاری ماں

(۵۹)

اتنے میں مشک و علم خیمہ میں لائے سرورؑ
ایک آتی تھی صدا ہائے غضب لُٹ گیا گھر
در پہ رہ رہ بلکتی تھی علیؑ کی دختر
ناصر اس طرح سے خالق نہ دکھائے منظر
شاہ ڈیوڑھی پہ ٹہلتے تھے وہ سناٹا تھا
پاس آتا تھا نہ اب پاس کوئی جاتا تھا

تمام شد

www.emarsiya.com